علامہ اقبال ۔ اتحادِ عالمِ اسلامی کے داعی

www.IqbalCyberLibrary.net
All rights reserved
©2002-2006

ڈاکٹر عبداللہ مبشر الطرازی

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی
اخوّت کی جہانگیری، محبّت کی فراوانی
بُتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملّت میں گم ہو جا
نہ تُورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ہر قوم، ہر ملک، ہر ملّت اور ہر زمانے میں علمائے حق دین و شریعت کے استحکام اور احیائے علوم اسلامی کی عظیم الشان ذمہ داری کا احساس کرتے ہُوئے اس مقدس فریضے کی انجام دہی کے لیے اپنے اپنے شعبے میں، ہمہ تن کوشاں رہے ہیں۔ ان نابغۂ روزگار شخصیات میں ایک گروہِ خاص ان علما کا ہوتا ہے جو صرف اپنی ہی قوم یا اپنے ہی ملک تک محدود نہیں رہتے۔ وہ سارے عالمِ اسلامی بلکہ پوری انسانیت کے سامنے اس پیغام حیات آفریں کو بطریقِ احسن اور عصری تقاضوں کے مطابق پیش کرکے حیاتِ جاوداں کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ حکیم الامت علامہ اقبال بلاشبہ دانایانِ راز کی اس جماعت میں نہایت ممتاز اور اہم حیثیت کے حامل اور اسلامیانِ ہند کے لیے ایک عظیم قائد کا درجہ رکھتے ہیں۔

علامہ اقبال عالمِ عرب میں بطور ایک شاعر زیادہ معروف ہیں جبکہ حقیقت میں وہ ایک بزرگ مفکرِ اسلامی ہیں

گزشتہ ربع صدی میں جن عرب اہلِ قلم نے علامہ اقبال کو عربی میں متعارف کرانے کی کوشش کی، اُن میں ڈاکٹر عبدالوہاب عزام کا نام سرِفہرست ہے۔ وہ مصر کے، پاکستان میں، پہلے سفیر تھے۔ اپنے قیام پاکستان کے دوران انہوں نے علامہ اقبال کے بارے میں اپنی واقفیت بڑھائی اور اُن کے افکار کو عربی میں منتقل کیا۔ علامہ اقبال کے بارے میں ان کی یہ کتاب عربی میں پہلی بار شائع ہوئی اور پھر کویت اور بیروت سے دوبارہ چھپی[1] اس کے بعد شوریا میں ڈاکٹر نجیب کیلانی نے ایک کتاب لکھی[2] پھر دیگر عرب ممالک میں علامہ اقبال پر مختلف اہلِ قلم نے اظہارِ خیال کیا، اور اس طرح چند اور کتابیں بھی سامنے آئیں[3] سعودی عرب کے مشہور اہلِ قلم عرصۂ دراز سے علامہ اقبال پر اپنی گراں قدر آرا پیش کرتے رہے ہیں جن میں قابلِ ذکر پرنس عبداللہ الفیصل، پرنس خالد الفیصل، شیخ محمد حسن فقی، شیخ محمد سعید عمودی، شیخ عبداللہ ادریس، شیخ علی حسن فدق، شیخ محمد حسن عواد، پروفیسر ڈاکٹر عبدالہادی الفضلی وغیرہ

All rights reserved

ہیں ۔ اس کی تفصیل مولانا محمد خلیل عرب مرحوم کے مضمون " اقبال ، سعودی دانشوروں کی نظر میں" موجود ہے ۔ یہ موضوع خود ایک تفصیلی مقالہ چاہتا ہے [۳] علامہ اقبال کے فکر و ادب کی حیثیت ایک بحرِ بیکراں کی ہے اور ان کاموں کی مثال محض چند قطروں کی ۔

علامہ اقبال کے بارے میں عربی میں ایک ایسے علمی پراجیکٹ پر کام کرنے کی شدید ضرورت ہے جس سے ان کی تمام جہتوں کا احاطہ کیا جاسکے ۔ اور یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں ہوگا ۔ علامہ کی فکر و شخصیت پر راقم الحروف کا ایک مقالہ مجلہ کلیۃ الآداب ، جامعۃ الملک عبدالعزیز ۔ جدۃ شمارہ ۵ سنہ ۱۹۸۵ میں شائع ہوچکا ہے ۔ اس مقالے میں جہاد کا موضوع بھی زیر بحث آیا ہے جس کو علامہ اقبال نے فلسفۂ حیات و موت سے تعبیر کیا ہے [۴]

علامہ اقبال کا فلسفہ ہمیں شدت سے اس امر کا احساس دلاتا ہے کہ صدرِ اوّل میں مسلمانوں کے دلوں میں موت کا نہیں اللہ کا خوف تھا ، اور وہ دنیا کی کسی طاقت کے آگے سرنگوں نہیں ہوتے تھے ۔ آج ہمارے زوال اور پستی کا سبب یہی ہے کہ ہم موت سے خائف ہیں اور خدا کی بجائے دنیاوی اور مادی طاقتوں کے آگے سرنگوں ہیں ۔ ہمارے اس خوف کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں بہت سارے ایسے عناصر شامل ہیں جن کی وجہ سے ہم اپنے مقصدِ حیات کو بھلا بیٹھے ہیں ، اور یہی سبب ہماری پستی کا ہے ۔ یہ فلسفہ جہاد ، فلسفۂ زندگی بھی ہے ، اور دورِ حاضر میں مسلمانوں کو عزت کے ساتھ زندہ رہنے کے لیے ایک اصولِ حرکت بھی ہے جس کی جڑیں اسلام کے نظریۂ ایمان و عمل میں پیوست ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے جس میں آپ نے دعا فرمائی ہے : " اللّٰھم حبب الموت الی من یعلم انی رسولک " [۵] اے اللہ جو مجھ پر رسول سمجھ کر ایمان لائے ہیں ، ان کے قلوب میں موت کی محبت پیدا کردے [۶]

فلسفۂ حیات و موت پر علامہ سید بشیر الطرازی نے اپنی ایک مثنوی میں ایک حکایت کے طور پر علامہ اقبال سے اس موضوع پر ایک گفتگو کا ذکر کیا ہے ۔ فکرِ اقبال پر اس مثنوی کے یہ ۲۲ اشعار جہاں اقبال کے فلسفۂ حیات و موت سے دلچسپی پر روشنی ڈالتے ہیں ، وہاں ان کے ایک عالم معاصر کی ان کے بارے میں اہم رائے بھی پیش کرتے ہیں ، جس کو اقبال کے حوالے سے شاید میں پہلی مرتبہ پیش کر رہا ہوں تاکہ علامہ اقبال کے طالب علم اس تعلق سے واقف ہوجائیں [۷]

قصۂ مبہمۂ سؤال از دوست عزیزم اقبال

یادم آمد ماجرای یک سؤال　　از زبانِ آن صدیق باکمال

یعنی اقبال[۹] آنکہ مردِ ہوشمند — در شئونِ دین و ملت، دردمند
آنکہ پاکستان بہ او نازان بوَد — چونکہ این فخرِ مہان[۱۰]، از آن بود
در مہانِ چینی کہ مہمان[۱۱] بود می — کردہ صحبت، اُنس و الفت ہر دمی
للہ و فی اللہ، خدا دارد قبول — باضیاءِ چہرۂ فرخندہ ای
گہ بگریہ بود و گاہی خندہ ای — میشنودیم و، ولی پاک از جدل
حرف را از ہر طرف ردّ و بدل — تا رود از عمرِ ضائع مدتی
چونکہ این صحبت نبودی عادتی — نور بودی، نیست شک دارین کلام
بلکہ صحبت، فیض بودی تا ختام — در قبالِ قوتِ مستمرین
حرف آمد از شئونِ مسلمین — می نترسیدند از مرگ و ممات
گفت، آن پیشینیان[۱۲] از حیات — خوف دارند از اجل ہر حین و آن
لیک بنیم مسلمینِ این زمان — بینِ قومِ اوّلین و، آخرین؟
چیست علت، یا کہ فرقِ آن و این — قوتِ ایمان و ضعف آن و بس!
در جوابش گفتم: ای صاحب نفس — این حدیث آمد، مقدس، باصفا
چونکہ از قولِ رسولِ مصطفیٰ — در خصوصی آمست خود، این دعا[۱۳]
درگہِ حق، کردہ عرض مدّعا — بہر ہر آن کس کہ از صدق و نیاز
گفت: یارب مرگ را محبوب ساز — گشتہ در ایمان خود از موقنین
بر رسالت، علم دارد از یقین — در حضورِ حق بوَد، بی شک قبول
پس دعاء والتجاءِ آن رسول — می نترسد، ستر آن[۱۴] را کردہ درک
زین سبب ہر مومنِ کامل، ز مرگ — بینِ مومن، بینِ اللہ، خود بیاب!
می نباشد مرگ، جز رفعِ حجاب — بہر امرش[۱۶] کردہ سرخم، از خضوع
نفسِ او[۱۵] دارد سوی اللہ رجوع — در عباد و در صفوفِ اولیاء،
تا بگردد باریاب کبریاء — باریابد از لقاء و نعمتش[۱۷]
داخلِ جنت شود، از رحمتش

علامہ اقبال عالمِ اسلامی کے اتحاد کے عظیم داعی ہیں[۱۸]۔ انہوں نے برِصغیر کو تقسیم کر کے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ مملکت (پاکستان) کے قیام کا نظریہ پیش کیا تاکہ مسلمانوں کی ایک نظریاتی مملکت

وجود میں آسکے۔ اور یہی اقبال ہیں جو اتحادِ عالمِ اسلامی پر بھی پوری شدت کے ساتھ زور دیتے ہیں اور قرآنِ کریم کی اس آیت: واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا[۱۹] کا علم بلند کرتے ہیں۔

حرزِ جاں کن گفتۂ خیر البشر ہست شیطاں از جماعت دورتر
فرد و قوم آئینۂ یک دیگر اند سلک و گوہر کہکشاں و اختر اند
فرد میگیرد ز ملت احترام ملت از افراد می یابد نظام
وصلِ استقبال و ماضی ذات او چوں ابد لا انتہا اوقات او[۲۰]

علامہ اقبال اپنے دور میں اس اتحاد کے پیغام کو دنیا کے مختلف ممالک تک پہنچانا چاہتے تھے؛ چنانچہ اس سلسلے میں عملی اقدامات بھی کیے گئے۔ اس ضمن میں ایک واقعہ مثال کے طور پر پیش کرتا ہوں:

عالمِ اسلام کی مشہور شخصیت، میرے والد بزرگوار، مرحوم علامہ سید مبشر الطرازی حسینی اپنے علاج کے سلسلے میں دہلی گئے ہوئے تھے۔ اُس وقت کے بزرگ علما، مثلاً مولانا سید سلیمان ندوی، سر راس مسعود، مولانا احمد سعید، مولانا مفتی محمد کفایت اللہ، مولانا قاری محمد طیب، مولانا یوسف بنوری (رحمۃ اللہ علیہم) نے اُن کا خیر مقدم کر کے اُن کے ساتھ مختلف اسلامی مسائل پر گفتگو کی، اور اُن کی تقریریں روزنامہ "الجمعیۃ" دہلی، روزنامہ "زمیندار" لاہور، اور روزنامہ "احسان" لاہور وغیرہ میں شائع ہوتی رہیں۔ مثال کے طور پر روزنامہ "الجمعیۃ" میں یہ خبر شائع ہے: "مسلمانوں کی تمام مصیبتوں کا واحد علاج اخوت و اتحادِ اسلامی ہے ۔۔۔ علامہ طرازی کا بیان"[۲۱]

جب علامہ اقبال کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے لاہور سے دہلی کا سفر کیا اور علامہ طرازی کے ساتھ اسلامی موضوعات پر تبادلۂ خیال کیا، اور اُن سے درخواست کی کہ وہ اتحادِ عالمِ اسلامی کے موضوع پر ایک لکچر دیں؛ چنانچہ علامہ طرازی نے اس موضوع پر انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے میں ایک اہم لکچر دیا۔ یہ جلسہ ۱۹۳۶ء میں لاہور میں منعقد ہوا تھا جو انجمن کی طرف سے عربی اور اُردو میں شائع ہو چکا ہے۔[۲۲]

رسالہ "ترقی" (پندرہ روزہ) اپریل ۱۹۶۷ء کراچی لکھتا ہے:

"علامہ طرازی نے جمعیت العلماء کی جانب سے منعقد ہونے والی پارٹیوں، ہندوستانی یونیورسٹیوں اور دینی مراکز میں مختلف تقاریر کیں۔ انہوں نے مسلمان رہبروں اور مسلم لیگ کے لیڈروں سے ملاقات کی۔ انہوں نے ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ بڑا لگاؤ محسوس کیا۔ وہ جانتے تھے

کہ ہندوستانی مسلمان جذبۂ اسلام سے سرشار ہیں۔ علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان کی درخواست پر انہوں نے مختلف جگہوں پر عوام سے خطاب کیا۔ انہوں نے پورے ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنا پیغام سنایا۔ "زمیندار" میں اُن کے نظریات "علامہ طرازی کا پیغام — مسلمانانِ ہند کے نام"[23] کے عنوان سے کے تحت شائع ہُوئے۔ مختلف اخباروں نے اُن کے بارے میں مضامین شائع کیے۔ علامہ طرازی نے اپنی کتاب "مثنوی" میں تحریکِ پاکستان اور مسلمانانِ ہند کی حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے، وہ منفرد حیثیت رکھتا ہے، اور ۱۹۶۴ء میں پاکستان کے بارے میں انہوں نے ایک مضمون قاہرہ کے مجلّہ "منبر الاسلام" میں شائع کرایا جس کا تعلق اتحادِ عالمِ اسلامی کے موضوع سے ہے۔ اس کے علاوہ علامہ طرازی نے عربی فارسی اور تُرکی زبان میں بہت کتابیں لکھی ہیں۔[24]

اور انہی مسلمان لیڈروں کی جدّوجہد کا نتیجہ تھا کہ ہم میں وحدتِ اسلام کا شعورِ عام ہُوا اور آج اپنی ایک عظیم الشّان مملکت "پاکستان" کو ہم موجود دیکھتے ہیں، جس کے عوام کی ہمارے دلوں میں بڑی قدر و منزلت ہے۔

اب میں علامہ اقبالؔ کی اِس خصوصیت کا ذکر کروں گا جو اُن کو عالمِ اسلامی میں ممتاز بناتی ہے وہ ہے ان کا فلسفۂ خودی! یہ خودی کا مسئلہ جسے عربی میں "معرفة الذات الانسانیه" کا نام دیا گیا ہے، ایک اہم فلسفہ ہے۔[25] یہ مسئلہ عرفانِ ذات کا بھی ہے، فرد کی شخصیت کا بھی۔ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہُوئے انسان کے اندرون کا ایسا عرفان کہ وہ اس کے ذریعے اپنے مقصدِ حیات کو متعین کرلے۔ علامہ اقبالؔ اِس طرح اسلام کے آفاقی پیغام کو فرد کے ذات کے عرفان سے شروع کرکے اسے عالمِ انسانی کی اعلیٰ سطح تک لے جاتے ہیں۔

علامہ اقبالؔ نے اس طرح کیوں سوچا، اور اس کے محرکات کیا تھے، اِن سوالوں کا جواب علامہ اقبالؔ کے اُس مطالعہ میں ملتا ہے جس کا تعلق قرآنِ مجید اور حدیث شریف سے بہت گہرا ہے۔

ان کے کلام میں جگہ جگہ اس کے واضح اشارے ملتے ہیں جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

منزل و مقصودِ قرآں دیگر است — رسم و آئینِ مسلماں دیگر است
در دلِ او آتشِ سوزندہ نیست — مصطفیٰؐ در سینۂ او زندہ نیست
بندۂ مومن امیں، حق مالک است — غیرِ حق ہر شَی کہ بینی ہالک است
برگ و سازِ ما کتاب و حکمت است — این دو قوّت اعتبارِ ملّت است[26]

علامہ اقبالؔ اس طرح انسانوں کو اُن کے حقیقی مقام سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں جو اس کائنات

میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے عطا کیا گیا ہے۔ اس عرفان کے بغیر انسان نہ خود شناس ہوگا اور نہ خدا شناس ؂

یہی آدم ہے سلطاں بحر و بر کا؟
کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا!
نہ خود بیں نے خدا بیں نے جہاں بیں
یہی شہ کار ہے تیرے ہنر کا![۲۷]

افسوس کہ مسلمان اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارے میں یہ بشارت دی ہے: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ[۲۸] اس آیت شریفہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم انسانی کی قیادت و رہنمائی کی ذمہ داری بھی امت اسلامی پر عائد ہوتی ہے ؂

میان آستاں والا مقام است
کہ آن امت دو گیتی را امام است
نیاساید ز کار آفرینش
کہ خواب و خستگی بروے حرام است[۲۹]

اس قیادت کے بار گراں کو سنبھالنے کی ذمہ داری اسی وقت پوری ہو سکتی ہے جب مسلمان اپنی ذات اور اس کے امکانات سے واقف ہوں، اور اس کی تربیت کے لیے آمادہ ہوں۔ تربیت نفس کے لیے علامہ اقبال نے جدید اصطلاحات کے ذریعے جو نظام تربیت دیا ہے، وہ اسلام کے نظام (تزکیۃ النفس) سے الگ کوئی اور چیز نہیں ہے۔

علامہ اقبال پر ان چند خیالات کو پیش کرنے کے بعد، ایک خاص بات کی طرف اشارہ کرنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: یُؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا[۳۰] اللہ تعالیٰ جس کسی کو چاہتے ہیں حکمت سے سرفراز فرماتے ہیں، اور جس کسی کو یہ حکمت عطا کی جاتی ہے، اس کو خیر کثیر عطا کیا جاتا ہے۔ یہ فضیلت اللہ کا انعام ہے جو خوش قسمت بندوں ہی کو عطا کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال بھی ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں جن کو اس حکمت سے سرفراز کیا گیا۔

آیئے! ایک نظر 'حکمت' کے لفظ پر غور کریں۔ قرآن کریم میں یہ لفظ جن معنوں میں آیا ہے،

اُس کے بارے میں ابنِ عباس رضؓ کی رائے یہ ہے کہ "حکمت، معرفتِ قرآن ہے"۔ مجاہد کا بیان ہے کہ "حکمت علم ہے، فقہ ہے، قرآن ہے"۔ ابو العالیہ کا کہنا ہے کہ "حکمت خشیتِ اللہ ہے" اور ابو مالک کا قول ہے کہ "حکمت سُنّت ہے"۔ مگر امام مالکؒ جامعیت کے ساتھ اِس کی تعریف یوں کرتے ہیں: "میرے دل میں آتا ہے کہ حکمت سے مُراد تفقّہ فی دین اللہ ہے"۔[۲۲]

میں سمجھتا ہوں کہ امام مالکؒ کی رائے اُوپر بیان کی ہوئی ساری تشریحوں کی جامع ہے۔ اِس طرح علاّمہ اقبال کے پاس یہ حکمت دین کی نعمت تھی جس پر انہوں نے تفقّہ کیا اور اپنے عصر کے مسائل کی تفہیم و تعبیر کی۔

اور اس اعتبار سے علاّمہ اقبالؒ، عالمِ اسلامی میں ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ اُن کے سوزِ جگر اُن کی بحث و تحقیق اور اُن کی ساری جدوجہد کا پس منظر یہی "حکمت" ہے ؎

گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر ہر کجا ایں خیر را بینی، بگیر
علم، حرف و صوت را شہپر دہد پاکیِ گوہر بہ ناگوہر دہد[۲۳]

المراجع

(١) القرآن الكريم.

(٢) كتب الحديث الشريف.

(٣) مختصر تفسير ابن كثير. فضيلة الشيخ محمد علي الصابوني، طبع بيروت ١٣٩٣هـ

(٤) التاج (الجامع للأصول في أحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم) لفضيلة الشيخ منصور علي ناصف، طبع القاهرة ١٣٨١هـ / ١٩٦١م.

(٥) محمد اقبال: سيرته، وفلسفته، وشعره. الدكتور عبد الوهاب عزام، طبع القاهرة سنة ١٩٧٠م الكويت وبيروت سنة ١٩٧٢م

(٦) اقبال: الشاعر الثائر. للدكتور نجيب الكيلاني، طبع بيروت سنة ١٩٧١م

(٧) روائع اقبال. لسماحة الشيخ أبي الحسن علي الحسيني الندوي، الطبعة الرابعة، طبع الهند سنة ١٩٨١م

(٨) افكار في القمة. للأستاذ الكبير خالد محمد خالد، طبع بيروت سنة ١٩٧٢م

(٩) حقائق عشرة في حياة الشاعر الفيلسوف المسلم محمد اقبال. للعلامة الأستاذ أنور الجندي، القاهرة.

(١٠) الشاعر الاسلامي الأكبر محمد اقبال. للدكتور حسين مجيب المصري، طبع القاهرة، سنة ١٩٧٣م

(١١) الشاعر الاسلامي الكبير العلامة محمد اقبال. للدكتور عبد الله مبشر الطرازي، بحث نشر في مجلة كلية الآداب بجامعة الملك عبد العزيز في جدة. العدد الخامس سنة ١٩٨٥م

(١٢) مثنوي طرازي (ديوان الشعر باللغة الفارسية) لسماحة الشيخ مبشر الطرازي الحسيني، طبع القاهرة سنة ١٩٨٥م

(١٣) عسكريت دراسلام (الجندية في الاسلام) باللغة الفارسية. لسماحة الشيخ مبشر الطرازي الحسيني، مخطوط.

(١٤) جاويد نامه. للعلامة محمد اقبال. باللغة الفارسية طبع لاهور سنة ١٩٢٧م

(١٥) بانگ درا (جواب شكوه) للعلامة محمد اقبال. باللغة الأردية طبع لاهور سنة ١٩٢٤م

(١٦) رموز بے خودی. للعلامة محمد اقبال. باللغة الفارسية طبع لاهور سنة ١٩١٨م

(١٧) ارمغان حجاز. للعلامة محمد اقبال. بالفارسية والأردية طبع لاهور سنة ١٩٣٠م

(١٨) بال جبريل. للعلامة محمد اقبال. باللغة الأردية طبع لاهور سنة ١٩٢٧م

www.IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2002-2006

(۱۹) اقبال کا فلسفۂ حیات و موت ۔ باللغۃ الفارسیۃ والاردیۃ مع الشرح بالعربیۃ للاستاذ حسن الاعظمی والشیخ الصاوی شعلان، طبع کراتشی سنۃ ۱۹۶۹م

(۲۰) اقبال سعودی دانشوروں کی نظر میں (اقبال فی نظر المفکرین السعودیین)۔ للشیخ محمد بن خلیل عرب ۔ محاضرۃ القاھا فی الاحتفال السنوی بمناسبۃ "یوم اقبال" من جانب السفارۃ الباکستانیۃ فی جدہ سنۃ ۱۹۸۵م ۔

(۲۱) روزنامہ الجمعیۃ (جریدۃ الجمعیۃ) دہلی یکم مارچ سنۃ ۱۹۳۶م ۔

(۲۲) روزنامہ احسان (جریدہ احسان) لاہور ۱۱ اپریل سنۃ ۱۹۳۶م

(۲۳) روزنامہ زمیندار (جریدہ زمیندار) لاہور ۱۲ اپریل سنۃ ۱۹۳۶م

(۲۴) رسالۂ موسیقار (مجلۃ موسیقار) دہلی مارچ سنۃ ۱۹۳۶م

(۲۵) رسالۂ ترقی (مجلۃ ترقی) کراچی ۲۵ اپریل سنۃ ۱۹۶۷م

---

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

حواشی

۱۔ محمد اقبال؛ سیرتہٗ وفلسفتہٗ وشعرہٗ، مطبوعہ مصر، وکویت وبیروت ۱۹۷۵م۔

۲۔ اقبال؛ الشاعر الثائر، بیروت ۱۹۵۹م۔

۳۔ أفكار في القمة للأستاذ الكبير خالد محمد خالد، بیروت ۱۹۷۲م۔ حقائق عشرة في حياة الشاعر الفيلسوف المسلم محمد اقبال للأديب العلامة الأستاذ أنور الجندي۔ محمد اقبال في السمار، مصر ۱۹۷۳م الشاعر الباكستاني الأكبر محمد اقبال، مصر ۱۹۷۳ء۔ هدية الحجاز رباعيات محمد اقبال، مصر ۱۹۷۵۔ اقبال والعالم العربي، مصر ۱۹۷۶۔ اقبال والقرآن، مصر ۱۹۷۸۔ اقبال بين المصلحين الاسلاميين مصر ۱۹۸۱۔ تألیفات الأستاذ الدكتور حسين مجيب المصري۔

۴۔ مولانا محمد بن خلیل عرب مرحوم نے یہ فاضلانہ مقالہ "یوم اقبال" منعقدہ ۱۹۸۵م (منجانب سفارت خانہ پاکستان جدہ) میں پیش کیا تھا جو جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالقیوم قونصل تعلیم سفارت خانہ پاکستان جدہ کے پاس موجود ہے۔

۵۔ دیکھیے: "اقبال کا فلسفۂ حیات وموت" کراچی ۱۹۶۹م۔

۶۔ حدیث شریف "حصن حصین" اور الحزب الأعظم لعلی القاری میں

۷۔ موت کی محبت فی سبیل اللہ

۸۔ علامہ طرازی نے اپنی کتاب عسکری در اسلام کے فصل جہاد و أجل میں بھی علامہ اقبال کا ذکر کیا ہے

۹۔ علامہ دکتور محمد اقبال شاعر و فیلسوف قارہ ہند و پاکستان کہ در سال ۱۸۷۷م ولادت و در سال ۱۹۳۸م وفات یافتہ۔

۱۰۔ بزرگان

۱۱۔ چہ مؤلف از طرف دکتر اقبال برای القای محاضرۂ معروفش "وجوب اتحاد عالم اسلامی" دعوت بود، و این صحبت خاص در خانۂ علامہ اقبال در لاہور واقع گردیدہ بود، مؤلف قصد این صحبت را در کتاب خود "عسکریت در اسلام" در فصل "جہاد و أجل" نیز آوردہ است۔

(۱۲) یعنی رجال سلف صالحین رضی اللہ عنہم۔

(۱۳) "اللهم حبب الموت إلى من يعلم اني رسولك" كما في حصن الحصين، والحزب الأعظم لعلي القاري۔

۱۴۔ سِرِّ مرگ را

۱۵۔ یعنی نفس مؤمن کامل الایمان۔

۱۶۔ اشارت بآیۂ ”یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝“

۱۷۔ مثنوی طرازی ص ۱۵۶ و ۱۵۷ (بخطِ مصنف) مطبوعہ قاہرہ سنۃ ۱۹۸۶م

۱۸۔ اِس موضوع پر تفصیل کے ساتھ میں نے اپنے مقالے ”الشاعر الاسلامی الکبیر العلامۃ محمد اقبال“ میں بحث کی ہے۔ مطبوعہ مجلۃ کلیۃ الآداب، جامعۃ الملک عبدالعزیز، جدہ، شمارہ ۵ سنۃ ۱۹۸۵م

۱۹۔ آیت رقم ۱۰۳ سورۃ آل عمران

۲۰۔ دیکھیے ”رموزِ بےخودی“ ص ۸۶۔

۲۱۔ روزنامہ ”الجمعیۃ“، دہلی یکم مارچ ۱۹۳۶م

ملاحظہ ہو: ”حضرت علامہ سید مبشر طرازی ایک ہفتے سے دہلی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ دہلی میں علامہ ممدوح کی تشریف آوری علالتِ طبع کے باعث ہوئی ہے۔ آپ ڈاکٹر مختار احمد انصاری صاحب کے زیرِ علاج ہیں۔ کل شام کو ۵ بجے حضرت سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب کے دولت خانہ پر علامہ موصوف نے قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند بھی تشریف فرما تھے۔ کئی گھنٹے تک مختلف علمی و دینی مسائل پر فاضلانہ گفتگو ہوتی رہی۔“ (روزنامہ ”الجمعیۃ“ دہلی ۲۳ فروری ۱۹۳۶م)۔

”علامہ طرازی کا پرتپاک خیرمقدم۔ طلبائے مدرسہ فتحپوری کی جانب سے شاندار دعوت“ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۱۶ مارچ ۱۹۳۶م)۔

”حضرت علامہ طرازی ایک زبردست عالم اور فاضل عظیم المرتبت ہیں۔ آپ کے مقالات عربی، فارسی اور ترکی زبان میں مصر، سوریا، عراق، حجاز اور دیگر بلادِ عربستان و جاپان کے جرائد میں بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔“ (رسالہ ”موسیقار“ دہلی مارچ ۱۹۳۶م)۔

۲۲۔ ملاحظہ ہو۔

”لاہور میں علامہ سید مبشر طرازی کی تشریف آوری: معلوم ہوا ہے کہ اب کے انجمن حمایتِ اسلام کے سالانہ جلسے میں جلیل القدر عالم فضیلت مآب علامہ طرازی اتحادِ عالمِ اسلامی کے موضوع پر تقریر کریں گے۔۔۔۔ آپ کچھ عرصے سے بغرضِ علاج دہلی آئے ہوئے تھے۔ علامہ سر محمد اقبالؔ نے اصرار کرکے علامہ طرازی کو انجمن حمایتِ اسلام کے جلسے میں تقریر کرنے اور اہلِ لاہور کو بلاواسطہ اور مسلمانانِ ہند کو بالواسطہ اپنے خیالات زریں

سے مشرف فرمانے پر آمادہ کیا۔ آپ کا مقالہ عربی زبان میں ہوگا، اور انجمن کے ارکان اس مقالے اور اس کے ترجمے کو پمفلٹ کی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" (روزنامہ "احسان" لاہور ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء، صفحہ ۱۰)

علامہ طرازی کی اپنی تصنیف (مثنوی) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۸۶ء ص ۹۳ پر لکھتے ہیں: "مؤلف دکانفرنس خود بعنوان "وجوب اتحاد عالم اسلامی" کہ بنا بر دعوت دوست عزیزم دکتور محمد اقبال مرحوم، فیلسوف و شاعر حکیم پاکستان، در اپریل ۱۹۳۶ء در لاہور دادہ بود این کانفرنس در نفس تاریخ از طرف انجمن حمایت اسلام کہ دکتور اقبال رئیس آن بود، طبع و نشر گردیدہ"۔

۲۳۔ روزنامہ "زمیندار" لاہور ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء

۲۴۔ مشہور پندرہ روزہ رسالہ "ترقی" کراچی ۲۵ اپریل ۱۹۶۷ء "میمونہ طرازی" پاکستان میں۔ میمونہ طرازی آج کل طائف (سعودی عرب میں) ایک سکینڈری گرلز سکول کی پرنسپل ہیں۔

۲۵۔ عرب فلاسفہ میں سے پروفیسر ڈاکٹر امین عثمان قاہرہ یونیورسٹی نے کراچی میں ہونے والے یوم اقبال (منعقدہ ۱۹۶۹ء) میں اس کی ذمہ داری لی تھی کہ وہ فلسفۂ خودی کے پیغام کو اعلیٰ پیمانے پر نشر کرنے کا اہتمام کریں گے۔ اس کانفرنس میں خاکسار کے علاوہ مصر سے ڈاکٹر یحییٰ خشاب صدر شعبہ ادبیات شرقی قاہرہ یونیورسٹی، ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمٰن بنت الشاطیٔ ڈین وومنز فیکلٹی عین شمس یونیورسٹی قاہرہ بھی موجود تھے۔

۲۶۔ دیکھئے۔ (جاوید نامہ) ص ۷۸، ۸۰، ۸۳۔

۲۷۔ دیکھئے (بال جبریل) ص ۸۸۔

۲۸۔ آیت رقم ۱۱۰ سورہ آل عمران۔

۲۹۔ دیکھئے (ارمغان حجاز) ص ۱۷۔

۳۰۔ آیت رقم ۲۶۹ سورہ البقرۃ۔

۳۱۔ مختصر تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۴۱ بیروت ۱۳۹۳ھ

۳۲۔ دیکھئے (جاوید نامہ) ص ۴۷۔